

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا ۲۰ تراویح حدیث سے ثابت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھیں اگر نہیں پڑھی جاتی تھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں کیوں پڑھی جاتی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کن وجوہات کی بنا پر ۲۰ تراویح شروع کیں؟
تراویح کی تعداد کے بارے میں حدیث کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

حافظ ناظر علی فاروقی

دودھ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ڈاکخانہ خاص دودھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین اور علمائے امت کا تراویح کی ہمیں رکعات پر عمل رہا ہے اور احادیث و آثار صحابہؓ سے بھی بیس رکعات تراویح ثابت ہیں۔ نیز ائمہ اربعہ سمیت امت کے تمام مہلیل القدر محدثین، فقہاء امت، علماء کرام اور بزرگان دین اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔
تمہید: بیس تراویح کے دلائل سے پہلے چند باتیں تمہیداً عرض کی جاتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست تربیت یافتہ تھے، مزاج شناس وحی اور مزاج شناس نبوت تھے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علم و عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار فرمایا ہے۔

۱/۳
۲۰۰۳
حافظ
ناظر علی
فاروقی

۹ ص ۵۰، مسند الامام احمد بن حنبل ۵/۳۸۲: بیہقی ۸/۱۵۳

﴿۵﴾ وعن ابن مسعود قال من كان مستتاً فليستن بمن قد مات فان الحي لا تؤمن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً واعمقها علماً واقلاها تكلفاً اختارهم الله لصحبة نبيه ولا قامه دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم على اثرهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين (كافي في الفوائد الصالح ج ۱ ص ۳۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ جو شخص کسی طریقہ کی پیروی کرتا چاہے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کی راہ اختیار کرے جو مر گئے ہیں کیونکہ زندہ آدمی (دین میں) فتنہ سے محفوظ نہیں ہوتا اور وہ لوگ جو مر گئے ہیں (اور جن کی پیروی کرنی چاہیے) آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں، جو امت کے بہترین لوگ تھے، دلوں کے اعتبار سے انتہا درجہ کے نیک، علم کے اعتبار سے انتہائی کامل اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نشر و اشاعت کے لئے انتخاب کیا تھا، لہذا ان کے فضل کو مانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے اخلاق و کردار کو اپنا واسلئے کہ وہ صحیح راستے پر تھے

﴿۶﴾ قال عليه الصلاة والسلام ان الله لا يجمع امتي على الضلالة

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا

(الترمذی: ۲۱۶۸، المستدرک للحاکم حدیث: ۳۹۷)

﴿۷﴾ قال عليه السلام: اقتدوا بالذين من بعدي ابى بكر وعمر.

آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابو بکر، عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرو: (الترمذی ۳۶۶۲، ۳۸۰۵، ابن ماجہ

حدیث: ۸۶، احمد بن حنبل ۵/۳۸۵، ۳۹۹، ۴۰۲، الحلیۃ ۹/۱۰۹، المستدرک للحاکم: حدیث: ۳۳۵۱، ۳۳۵۶)

﴿۸﴾ عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله لو استخلفت قال ان استخلفت عليكم فعصيتموه

عذبتم ولكن ما حدثكم حذيفة فصديقوه وما اقر اكم عبد الله فاقروه رواه الترمذی (فی مشکوٰۃ

الصباح: ص ۵۷۹)

اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اپنے سامنے ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیتے تو اچھا ہوتا (یا یہ معنی ہیں کہ: یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ خود کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرماتے تو وہ کون ہوتا؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کر دوں اور پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم عذاب میں پکڑے جاؤ گے، تاہم (میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ) حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سے جو کچھ کہیں یا جو حدیث بیان کریں اس کو سچ جانو اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم کو جو کچھ پڑھائیں اس کو پڑھو۔ (ترمذی)

﴿۹﴾ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء و وزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرائیل و میکائیل و اما وزیرای من اهل الارض فابو بکر و عمر رواہ الترمذی (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۰)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ پس آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر تو ”جبریل“ اور ”میکائیل“ ہیں۔ اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ (ترمذی)

﴿۱۰﴾ و عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقرب من بعض و لكل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیہ من اختلافهم فهو عندی علیٰ هذی قال و قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فیما بینهم اقتدیتم اهتدیتم رواہ رزین (فی مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۴)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اختلاف کے بارے میں پوچھا جو (شریعت کے فروعی مسائل میں) میرے بعد واقع ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ مجھ کو آگاہ کیا کہ اے محمد (ﷺ): حقیقت یہ ہے کہ تمہارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان پر ستارے، (جس طرح) ان ستاروں میں سے اگرچہ بعض زیادہ قوی یعنی زیادہ روشن ہیں

لیکن نور (روشنی) ان میں سے ہر ایک میں ہے (اسی طرح صحابہؓ میں سے ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق اور ہدایت رکھتا ہے) پس جس شخص نے (علمی و فقہی مسائل میں) ان اختلاف میں سے جس چیز کو بھی اختیار کر لیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے "حضرت عمرؓ کہتے ہیں، اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں (پس تم انکی پیروی کرو) ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔ (رزین)

﴿۱۱﴾ وعن معاذ بن جبل لما حضره الموت قال التمسوا العلم عند اربعة عند عويمر ابى الدرداء وعند سلمان وعند بن مسعود وعند عبد الله بن سلام الذى كان يهوديا فاسلم فأننى سمعت رسول الله ﷺ يقول انه عاشر عشرة فى الجنة رواه الترمذى (فى مشكوة المصابيح ص ۵۷۹)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیہ دہلی کہ علم چار آدمیوں سے حاصل کرو: عویمرؓ سے جن کی کنیت ابودرداءؓ ہے سلمان فارسیؓ سے، عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور عبد اللہ بن سلامؓ سے جو یہودی تھے۔ اور پھر انہوں نے اسلام قبول کیا میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے دس شخصوں میں سے دسواں شخص ہے (ترمذی) ﴿۱۲﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله ﷺ ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه. رواه الترمذى وفى رواية ابى

داود عن ابى ذر قال ان الله وضع الحق على لسان عمر يقول به

رسول الله صلى الله عليه وسلم كما ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(متدرک الحاکم ج ۳: ۳۵۰۱ حدیث صحیح علی شرط العسکین ولم یخرجاه بعدہ السیاق، ترمذی: ۳۶۸۲، کنز العمال

ج ۱۱ ص ۵۷۳، ۵۷۴، حدیث ۳۲۷۱۲، ۳۲۷۱۳، خلاصة ص ۵۵۷)

﴿۱۳﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير امتى قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ

لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں (تابع تابعین)
(بخاری شریف ص ۵۱۵ ج ۱ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۳، ابوداؤد ص ۲۸۴ ج ۲ باب فی فضل اصحاب النبی ﷺ)

﴿۱۴﴾ ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام جہان والوں پر پسند فرمایا۔ (کنز العمال ج ۱۱ حدیث: ۳۳۰۹۴)

کتاب و سنت کی ان اُصوص و ہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں۔ ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ و تابعینؓ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں بے شمار جگہ آثار صحابہؓ و تابعینؓ کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

اب بیس رکعات تراویح کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں، چند احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال ائمہ درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

”حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا ابراهيم بن عثمان عن
الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما:
ان رسول الله ﷺ كان يصلي في رمضان عشرين ركعة
والوتر“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۳/۲، بیہقی ۳۹۶)

ج ۲، المعجم الكبير للطبرانی ج ۱۱ ص ۳۹۳، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸ حدیث: ۲۵۴، اوجز المسالك، ج ۲ ص ۳۰۵،
نصب الراية ج ۲ ص ۱۵۳، كشف الغم للامام الشيخ عبد

الوهاب الشعراني فصل في التراويح ج ۱ ص ۱۲۱)

(ف) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مرفوع حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تاہم صحابہ کرام و تابعین کے بیس رکعات پر عملی اجماع (جو کہ آئندہ صفحات میں مذکور ہے) سے اس کی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔

﴿۲﴾ - حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے امام رافعی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بیس رکعات نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بیس رکعات تراویح جماعت کے ساتھ بھی پڑھائی البتہ جماعت کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا تا کہ جماعت تراویح امت پر لازم و فرض نہ ہو جائے اور امت اسے بھانہ نہ سکے۔

قال فی تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی
الکبیر: ۵۰۹/۲

۵۴۰ حدیث: انه صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس
عشرین رکعة لیلین فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمع
الناس فلم یخرج الیہم ثم قال من الغد: خشیت ان
تفرض علیکم فلا تطیقوها.

﴿۳﴾ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چوبیس رکعت (۴ فرض اور ۲۰ تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائے۔
عن جابر بن عبد اللہ قال: خرج النبی ذات لیلۃ فی
رمضان فصلی الناس اربعة وعشرین واور بثلاثة.

(تاریخ جرجان لابی قاسم حمزة قاسم یوسف السہمی ص ۳۱۷)

اب دیکھنا یہ ہے کہ امت کا اجماعی عمل ان احادیث پر ہے یا نہیں، تو پوری امت کا ان احادیث پر عمل ہے اور امت کا اجماع ہے کہ تلقی بالقبول سے حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔

﴿۴﴾ - حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔
عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلاً
یصلی بہم عشرین رکعة (مصنف ابن ابی شیبہ

۲/ص ۳۹۳، آثار السنن حدیث: ۷۸۰، اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ، اور امام نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اساتذہ میں سے ہیں (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲)

﴿۵﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ دن میں روزہ تو رکھتے ہیں لیکن اچھی طرح قراءت نہیں کر سکتے اگر تم رات کو ان پر قرآن پڑھا کرو تو اچھا ہو، حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین پہلے ایسے نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس راعات پڑھائیں۔

عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل

فی رمضان فقال ان الناس یصومون النهار ولا یحسنون ان

یقرأوا فلو قرات علیہم باللیل فقال یا امیر المؤمنین هذا شی

لم یکن فقال قد علمت ولكنه حسن فصلی بہم عشرين رکعة

رواہ ابن منیع (کنز العمال ج ۸ ص ۴۰۹ حدیث: ۳۲۳۷۱، اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۶﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی حدیث: فرماتے ہیں ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

قال کنّا نقوم فی زمان عمر بعشرين رکعة

(اخرجه البيهقي في معرفة الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ خلاصہ میں فرماتے ہیں: اسنادہ صحیح

(اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰، نصب الراية ج ۱۵۲، مرقاة شرح المشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۸۲)

﴿۷﴾ محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ فاروقی میں لوگ رمضان میں بیس تراویح پڑھتے تھے جن میں خوب

لمبی قراءت کرتے تھے اور تین و تر پڑھتے تھے۔

محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان

عمر بن الخطاب فی رمضان عشرين رکعة ويطيلون
فيها القراءة ويوترون بثلاث.

(مختصر قيام الليل ص ۹۵ للمقریزی، اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۸﴾ - حضرت عبدالعزیز بن رفیع سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ میں لوگوں (صحابہ و تابعین) کو
رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

عن عبد العزيز بن رفيع قال كان ابي بن كعب يصلي
بالناس في رمضان بالمدينة عشرين ركعة ويوتر بثلاث
(مصنف ابن ابي شيبة ج ۲ ص ۳۹۳، آثار السنن حديث:
۷۸۱، اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰)

﴿۹﴾ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعات
تراویح پڑھاتے تھے۔ الحدیث

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس على ابي بن
كعب رضى الله عنه فكان يصلي بهم عشرين ركعة

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۲ باب القنوت في الوتر في الصلاة، سير اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۰۰)

﴿۱۰﴾ - یزید بن رومانؓ کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تیس
رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح، تین وتر)

عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس يقرءون في زمان
عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة.

(موطا امام مالک ج ۱ ص ۹۸، نصب الرية ج ۲ ص ۱۵۲، فی السنن للبیہقی ۲/۳۹۶، اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۴، معرفة السنن
والآثار حديث: ۵۳۱۱، بداية المجتهد الباب الخامس ج ۱ ص ۱۶۵، فتح الباری ج ۳ ص ۲۵۳، شرح المهدب ج ۳ ص ۳۳، آثار السنن
حديث: ۷۷۹، اعلاء السنن ج ۷ ص ۷۷، مختصر قيام الليل للمقریزی ص ۹۵، المغنی لابن قدامة ج ۱ ص ۷۹۹)

﴿۱۱﴾ یزید بن خصیفہ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ وہ لوگ تراویح میں کئی سو آیتیں پڑھتے تھے، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں شدت قیام کی وجہ سے اپنی اللہجہاں کا سہارا لیتے تھے۔

عن یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون
على عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شهر رمضان
بعشرين ركعة قال وکانوا یقرأون بالمئين وکانوا یتوکلون
على عصيهم فی عهد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ من شدة القيام
(نیہتی ص ۳۹۶ ج ۲، معرفۃ السنن والآثار ج ۲ ص ۴۲، مختصر قیام اللیل
ص ۹۵ للمقرئ یزیدی، اوجز المسائل ج ۲ ص ۳۰۵، ارشاد الساری شرح بخاری ج ۳
ص ۵۷۸، شرح المہذب ج ۳ ص ۳۲، ۳۳)

متعدد حفاظ محدثین کرام نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ علامہ نووی شافعی نے اپنی کتاب ”خاصۃ“ میں محدث
ابن العرانی نے ”شرح التقویب“ میں، علامہ سیوطی نے ”المصابیح“ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (اوجز المسائل
ج ۲ ص ۳۰۵، حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۱-۲۵۲، اعلام السنن ج ۲ ص ۶۰)
﴿۱۲﴾ حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس ۲۰ رکعات
پڑھانے کا حکم دیا۔

عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلاً یصلی
بهم عشرين ركعة اساره مرسل قوی قاله النیحووی
(اوجز المسائل ج ۲ ص ۳۰۵)

حضرت عمرؓ کا حکم، حدیث مرفوع۔

مذکورہ بالا روایات میں سے بعض روایات میں حضرت سیدنا عمرؓ نے بیس تراویح کا حکم فرمایا، اب قابل غور بات یہ
ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس تراویح کا حکم کیوں فرمایا؟ نہ اس سے کم نہ زیادہ، کوئی نماز کتنی تعداد میں پڑھی جائے اور کس طرح

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تبویب	مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر
-------	-------------------	------------------	------------------	------------

۱۱

پڑھیں ہائے؟ یہ کوئی عقلی چیز نہیں کہ عقل سے سوچ کر آدمی بتا دے۔ نماز کا طریقہ، نماز میں رکعتوں کی تعداد، یہ وہ امور ہیں کہ جن میں عقل و اجتہاد کا ذرا بھی دخل نہیں، حضرت عمرؓ نے جو بیس رکعتوں کا حکم دیا اور حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ سمیت تمام صحابہؓ نے اسے تسلیم کیا۔ وہ سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خود حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کا قول یا فعل اسی طرح سنا اور دیکھا تھا۔ بغیر حضور ﷺ کے قول یا فعل سے بلا کی بیشی از خود بیس رکعتوں پر اجماع کر لینا اور اسے متفقہ طور پر تسلیم کر لینا، ممکن نہیں، کیونکہ یہ عقلی اور اجتہادی چیز نہیں تھی کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہی رہیں گی، نہ اس سے کم ہوں، نہ زیادہ اور کسی ایسے میں کسی بھی صحابی کا قول و فعل جس میں اجتہاد کو دخل نہ ہو، حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

پہنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ صحابی کا وہ قول بھی حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہے، لہٰذا اس کے اسرائیلیات سے نہ لیا ہو، نہ اس میں اجتہاد کی گنجائش ہو، نہ اس کا تعلق کسی افت کے بیان یا کسی نامانوس لفظ کی شرح سے ہو..... وہ حدیث مرفوعہ کے حکم میں اس لئے ہے کیونکہ صحابہ کرام کی اس قسم کی خبریں کسی خبر دینے والے کو چاہتی ہیں، جب اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں تو کہنے والے کیلئے کوئی واقفیت اور اطلاع کی جگہ ہوگی جہاں سے اس نے یہ بات حاصل کی ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی واقفیت کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں۔ (فی شرح نخبۃ الفکر ص ۶۷ میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

ما یقول الصحابی الذی لم یأخذ من الاسرائیلیات مالا

اجتہاد فیہ ولا لہ تعلق بہان لغة او شرح غریب

وانما کان لہ حکم المرفوع لانہ اخبارہ بذالک یقتضی

مخبر الہ وما لا مجال للاجتہاد فیہ یقتضی موقفاً للقاتل بہ

ولا موقف للصحابہ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعات کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات معلوم تھی؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعت کو ایجاد کرنے والے نہ تھے (یعنی بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس

نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			<p>۱۲</p> <p>رکعتوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات ضرور معلوم تھی ورنہ وہ اپنی طرف سے بیس کی تعیین نہ کر دیتے)</p> <p>سنن ابو یوسف ابا حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ ہل کان لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عشرين رکعة فقال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ لم یکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبتدعاً. (المحرر الرافق ج ۲ ص ۱۱۷، فیض الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۲۰، مراقی الفلاح ص ۱۵۹)</p> <p>حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور</p> <p>﴿۱۳﴾..... حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی، اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے انھیں پڑھنا پڑھنا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶) ۱۰۲، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۲، اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰، شرح المہذب ج ۳ ص ۲۳۳)</p> <p>حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور</p> <p>﴿۱۴﴾..... حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان میں قراءت حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور ترکی جماعت خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کراتے تھے۔ عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلاً ان یصلی بالناس عشرين رکعة قال وکان علی یوتر بهم (بیہقی ج ۲ ص ۲۹۶) ۱۰۲، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶)</p> <p>﴿۱۵﴾..... حضرت ابوالحسنؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ایک آدمی کو پانچ ترویج کے یعنی بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ عن عمرو بن قیس عن ابی الحسن ان علیاً امر رجلاً یصلی بالناس خمس ترویجات عشرين رکعة.</p>		

(بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، کنز العمال

۲۳۳/۸، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

﴿۱۶﴾ - حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان

میں بیس رکعتیں پڑھائے۔ (اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

﴿۱۷﴾ - حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم کو رمضان میں تراویح پڑھا کر فارغ ہوتے تو ابھی رات ہی ہوتی تھی امام اعمش فرماتے ہیں کہ وہ بیس تراویح اور تین و تر پڑھاتے تھے۔

عن زید بن وہب قال کان عبد اللہ یصلی بنا فی شہر
رمضان فینصرف وعلیہ لیل قال الا عمش کان یصلی
عشرین رکعة ویوتر بثلاث:

(تحفة الاحوذی ج ۲، ص ۷۵، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۷ ج ۱۱، مختصر

قیام اللیل للمقریزی ص ۹۵، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۱۸﴾ - جلیل القدر تابعی مفتی مکہ مکرمہ حضرت علامہ بن ابی رہاخ لے ایمان کیا میں نے لوگوں (صحاہ وغیرہ) کو جمع

وتر کے مکہ مکرمہ میں تیس رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا۔

قال عطاء بن ابی رباح: ادرکت الناس وهم یصلون
ثلاث وعشرین رکعة بالوتر واستاده حسن.

(آثار السنن حدیث: ۷۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳ اسنادہ

حسن، ایضاً فی فتح البخاری ج ۲/۳۵۳، مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۹۵، عمدۃ

القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵)

﴿۱۹﴾ - حضرت ابوالخصیبؒ کا بیان ہے کہ (مشہور تابعی) حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ رمضان میں ہماری

امامت کیا کرتے تھے اور ہمیں پانچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے۔

عن ابی الخصیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قال: کان یؤمنا سوید

بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة.

(فی السنن للبیہقی سند حسن : ۲ / ۳۹۶، آثار السنن حدیث : ۷۸۳)

(ف) حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت بلال، حضرت ابی ابن کعب، حضرت ابو ذر، حضرت ابوالدرداء، حضرت سلمان بن ربیعہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تلمیذ خاص تھے اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۷۸)

﴿۲۰﴾ حضرت نافع مولیٰ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں ابن ابی ملیکہؓ رمضان المبارک میں ہیں رکعتیں پڑھاتے۔

عن نافع مولیٰ ابن عمر قال کان ابن ابی ملیکہ یصلی

بنا فی رمضان عشرين رکعة. واسناده صحيح

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، آثار السنن حدیث : ۷۸۳، اوجز المسالك

ج ۲ ص ۳۰۵، عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲۷)

(ف) ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں اسی صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ، ام سلمہؓ، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

﴿۲۱﴾ امام حماد حضرت ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ) رمضان میں

پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) ہی پڑھایا کرتے تھے

”عن حماد عن ابراهيم ان الناس كانوا يصلون خمس

ترويح في رمضان“ (كتاب الآثار لابن يوسف ص ۱۲)

﴿۲۲﴾ حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ (جو کبار تابعین سے تھے اور حضرت

علی اور حضرت سلمان فارسی، حضرت ابن عمر، حضرت اسماء بن الحکم الفزاری، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے) ہمیں رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) اور تین و تر پڑھایا کرتے تھے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

”عن سعيد بن عبيد ان علي بن ربيعة كان يصلی

بهم في رمضان خمس ترويح و ليوتر بثلاث“

(اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۳/۲، آثار السنن
حدیث: ۷۸۵، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۲۰)

﴿۲۳﴾۔ بیہقی میں ہے حضرت شتیر بن شکلؒ تابعی (حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حفصہ، ام حبیبہ
رضی اللہ عنہم کے شاگرد) رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر کی امامت فرمایا کرتے تھے۔

عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی رضی اللہ
عنه انه کان یومئہم فی رمضان بعشرین رکعة والوتر
بثلاث، وفی ذلک قوۃ.

(السنن للبیہقی: ۳۹۶/۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲ اوجز المسالك ج ۲
ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۱۱)
﴿۲۴﴾۔ حضرت امام ترمذیؒ جو صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے مشہور امام ہیں اپنی کتاب ترمذی شریف میں
بیان فرماتے ہیں۔ اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؑ اور حضرت عمر فاروقؓ سمیت دوسرے صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو یہ مروی ہے کہ ان حضرات نے بیس رکعات (تراویح) پڑھی
ہیں یہی قول حضرت سفیان ثوریؒ اور ابن المبارک اور حضرت امام شافعیؒ کا ہے نیز امام شافعیؒ نے فرمایا کہ
میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات ہی پڑھتے ہوئے پایا۔

واکثر اہل العلم ما روی عن علی وعمر وغیرہما من
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعة
وهو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی
وقال الشافعی "ہکذا ادرکت ہلادنا بمکة یصلون
عشرین رکعة." (السنن للترمذی: ۱۶۶/۱)

﴿۲۵﴾۔ حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے کہ رمضان المبارک میں پانچ ترویجہ (بیس رکعات)

پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

انه کان یصلی فی رمضان خمس ترویجات ویوتر بثلاث:

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، اوجز المسالك

ج ۲ ص ۳۰۶، عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲۷ (۲۶)۔ ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد) کا اہل مروی ہے کہ حضرت حارث ماہ رمضان میں رات کو اوگوں کو بیس رکعات پڑھاتے تھے اور دعا، قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عن ابی اسحاق عن الحارث انه كان یومئ الناس فی رمضان باللیل بعشرین رکعة یوتر ویقنت قبل الرکوع (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۹۳ او جز السمالک ج ۲ ص ۳۰۶) (۲۷)۔ حضرت یونسؑ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الاشعث کے فتنہ (۸۳ھ) سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران العبیدی رحمہم اللہ اوگوں کو پانچ ترو تک (۲۰ رکعات) پڑھاتے تھے اور جب آخری عشرہ آتا تو ایک ترو تک کا اضافہ کر دیتے تھے اور رمضان کے دوسرے نصف میں قنوت پڑھتے تھے اور دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

قال یونس ادركت مسجد الجامع قبل فتنه ابن

الاشعث یصلی بهم عبد الرحمن بن ابی

بکرة وسعيد بن ابی الحسن و عمران العبیدی

کانوا یصلون خمس تراویح فاذا دخل العشر

زادوا واحدة ویقنتون فی النصف الاخر ویختمون

القرآن مرتین (مختصر قیام اللیل للمقریزی ۹۶)

(۲۸)۔ علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ بیس رکعات تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح جمہور علماء کا

قول ہے۔ اہل کوفہ (احناف و دیگر محدثین و فقہاء کرام) امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ حضرت ابی ابن کعبؓ

سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

وهو قول جمہور العلماء وبه قال الکوفیون والشافعی

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
-----------------------------	---------------------	---------------------	-------------------	-------	-------

۱۷

- واکثر الفقهاء وهو الصحيح عن ابی بن کعب من غیر
خلاف فی الصحابة. (عمدة القاری ص ۱۲۷ ج ۱۱)
- ﴿۲۹﴾ - علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا بیس رکعات تراویح پر اجماع و اتفاق ہے۔
اجمع الصحابة علی ان التراويح عشرون رکعة.
(مرقاۃ شروح مشکوٰۃ باب لیام شهر رمضان ص ۲۸۲ ج ۳)
- ﴿۳۰﴾ - محدث ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نماز تراویح میں رکعات کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات پڑھائے۔ یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔
وعن علیؑ انه امر رجلاً یصلی بهم فی رمضان
عشرین رکعة قال هذا کالاجماع.
(المغنی ج ۱ ص ۷۹۹، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۲)
- ﴿۳۱﴾ - علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح البخاری بیروت ص ۵۷۸ ج ۳ پر عہد فاروقی میں
بیس رکعات تراویح پر صحابہؓ و تابعینؓ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات
تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔
وقد عدوا ما وقع فی زمن عمرؓ کالاجماع.
- ﴿۳۲﴾ - بیہقی میں سند صحیح سے مروی ہے کہ اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم خلافت فاروقی میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے ایسے ہی خلافت عثمانی اور خلافت علی میں بھی۔
فصار اجماعاً لما روی البیہقی باسناد صحیح انہم
کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین رکعة و عثمان
و علی بمثلہ (اتحاف السادة المتقین ج ۳ ص ۲۸۸،
تحفة الاخیار علی احیاء سنة سید الابرار ص ۱۰۳)
- ﴿۳۳﴾ - ہدایہ المجتہد میں ہے کہ حضرت امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کی روایتوں میں
حضرت امام مالکؒ نے اس بات کو اختیار فرمایا ہے کہ تراویح کی وتر کے علاوہ بیس رکعات ہیں۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
		<p>۱۸</p> <p>”فاختار مالک فی احد قولیه و ابو حنیفہ و الشافعی“ واحمد و داؤد القیام بعشرین رکعة سوی التور (بداية المجتهد: الباب الخامس ج ۱ ص ۱۶۵) ﴿۳۴﴾ - امام شافعیؒ نے فرمایا جب لوگ تراویح ہجرت سے پڑھیں تو بیس رکعات پڑھیں یہی ہے نماز ایک زیادہ محبوب ہے۔</p> <p>قال الشافعی: و احب الی اذا كانوا جماعة ان يصلوا عشريں رکعة ویوترون بثلاث (معرفة السنن والاثار ج ۴ ص ۴۰ مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۹۶) ﴿۳۵﴾ - علامہ نووی شافعیؒ نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعات ہیں۔ ہمارا مذہب یہی ہے امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی قول مسلک نقل کیا ہے۔</p> <p>مذهبننا: انها عشرون رکعة..... هذا مذهبنا وبه قال ابو حنیفہ واصحابه واحمد و داؤد و غیرهم . القاضی عیاض (المالکی) عن جمہور العلماء. (قال فی شرح المہذب ص ۳۲ ج ۴) ﴿۳۶﴾ - علامہ زعفرانی امام شافعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا: میں نے مکہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں اور مدینہ میں انتالیس رکعتیں پڑھتے ہوئے خود دیکھا۔</p> <p>”عن الزعفرانی عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ رایت الناس یقومون بالمدينة بتسمع وثلاثین وبمكة بثلاث وعشرین“ (فتح الباری : ۴/ ۲۵۳، قیام اللیل للمقریزی ص ۹۶) ﴿۳۷﴾ - حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ ربیعی (۱۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ اس اجماع کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا حضرت امام ابو حنیفہؒ امام نوویؒ امام شافعیؒ امام احمد اور جمہور</p>		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	ع
			<p>۱۹</p> <p>علماء نے یہ مسلک اپنایا ہے (کہ تراویح میں رکعات ہیں) اسی کو علامہ ابن عبد البرؒ نے اختیار کیا ہے۔</p> <p>اتحاد السادة المتقين ج ۳ ص ۷۰۰ قال العلامة سید محمد مرتضیٰ الزبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ و بالاجماع الذی وقع فی زمان عمر اخذ ابو حنیفة والنوی والشافعی واحمد والجمهور واختاره ابن عبد البر</p> <p>﴿۳۸﴾ - امام مزنی حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رمضان المبارک کے قیام میں مجھے بیس رکعتیں محبوب ہیں کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور لوگ کہہ کر کہ بیس (تراویح) ۲۰ رکعات ہی پڑھتے ہیں اور وتر تین رکعات۔</p> <p>وقال الامام المزنی نقلاً عن الامام الشافعی "فاما قیام شهر رمضان احب الیّ عشرون لانه روی عن عمر و کذا لک يقومون بمكة ويوترون بثلاث. (مختصر المزنی ص ۲۱)</p> <p>﴿۳۹﴾ - حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی متوفی ۵۶۱ھ کا فرمان ہے کہ نماز تراویح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے اس طرح پانچ ترویجے ہوئے ہر چار رکعات تراویح کے بعد ایک ترویجہ</p> <p>وصلوة التراویح سنة النبی ﷺ..... وہی عشرون رکعة یجلس عقب کل رکعتین ویسلم فہی خمس ترویجات کل اربعة منها ترویجة. (غنیة الطالبین مترجم ص ۲۸ و ص ۲۶، الغنیة ج ۲ ص ۲۳، ۲۵ بیروت)</p> <p>﴿۴۰﴾ - ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح میں بیس رکعتیں مختار و پسندیدہ ہیں، اسی کے قائل ہیں سفیان ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ بھی اور امام مالکؒ چھتیس رکعات کے قائل ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اکٹھا کیا</p>		

کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

التراویح وہی عشرون رکعة و کیفیتہا مشہورہ وہی

سنة مؤکدة. (احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۲۰۱، ۲۰۲)

﴿۳۴﴾ - علماء حنابلہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں اور اس میں مزید اضافہ کرنے میں

کوئی حرج نہیں۔

وقال الحنابلة: والتراویح عشرون ولا بأس

بالزیادة نصاً ای عن الامام احمد

(ارشاد الساری شرح البخاری ج ۳ ص ۵۷۸، تحفة

الاخیار علی احیاء سنة سید البرار ص ۱۰۲)

﴿۳۵﴾ - فتاویٰ قاضی خان میں ہے: تراویح بیس رکعات سنت مؤکدہ ہے اس حدیث کی بناء پر جو ابو بکر عہدِ امت میں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔

”والتراویح سنة مؤکدة عشرون رکعة بما روی ابو بکر

عبد العزیز الشافعی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة“

(فتاویٰ قاضی خان فصل فی التراویح)

﴿۳۶﴾ - شیخ احمد رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں جبکہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کی جماعت ایک کی اور حضرت ابی بن

کعب کو امامت کے لئے نامزد فرمایا اس وقت حضرات صحابہ کرامؓ بکثرت موجود تھے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عباسؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت معاذؓ اور ان کے ماواہ

سب ہی حضرات مہاجرین و انصار موجود تھے کسی نے حضرت عمرؓ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ سب نے ساتھ دیا، ان کی تائید و موافقت

کی اور اسی کو جاری اور رائج کیا اور ہمیشہ پابندی سے پڑھتے رہے بلکہ حضرت علیؓ نے اس پر حضرت عمرؓ کی تعریف فرمائی (ان کا

شکریہ ادا کیا) اور ان کے لئے دعائے خیر کی (ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے) اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے

بھر دے جیسے انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میرے طریقہ اور خلفاء راشدین جو

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			<p>میرے بعد ہونگے ان کے طریقہ کو لازم پکڑو..... اور تراویح کی بیس رکعت ہیں</p> <p>”والصحابہ حینئذ متوافرون منهم عثمان وعلی وابن سعود والعباس وابنه وطلحة وزبیر ومعاذ وغیرہم من المهاجرین والانصار وما رد علیہ واحد منهم حتی ان علیاً اتنی علیہ دعالہ بالخیر وقال نور اللہ مضجع عمر کما نور مساجدنا وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی..... وھی عشرون رکعة.</p> <p>(اتحاف السادة المتقين ج ۳ ص ۶۹۲ بیروت)</p> <p>﴿۴۷﴾ علامہ زین العابدین بن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں صاحب کنز الدقائق فرماتے ہیں کہ ”تراویح بیس رکعتیں ہیں“۔ تراویح کی مقدار کا بیان ہے اور یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں تیس رکعتیں (مع وتر کے) پڑھتے تھے اور ای پر شرق و مغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔</p> <p>”وقوله عشرون رکعة بیان لکمیثھا وهو قول الجمهور لما فی المؤطا عن عزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين رکعة وعلیه عمل الناس شرقاً وغرباً“</p> <p>(البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۸ بیروت)</p> <p>﴿۴۸﴾ علامہ علان الدین اسلمی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں تراویح سب سے زیادہ ہے مردوں اور عورتوں سب کے لئے اجماعاً کیونکہ اس پر خلفاء راشدین نے مواعظت فرمائی ہے اور تراویح بیس رکعتیں ہیں اور بیس کی حکمت یہ ہے کہ مکمل یعنی تراویح مکمل یعنی فرائض مع الوتر کے برابر ہو جائیں (کیونکہ فرائض کی کل رکعتیں وتر ملا کر بیس بنتی ہیں)</p> <p>(التراویح سنة) مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدين</p>		

(للرجال والنساء) اجماعاً..... (وہی عشرون رکعة)

حکمتہ مساواة المکمل للمکمل ،

(الدر المختار مع حاشیہ رد المختار ج ۲ ص ۹۳ بیروت)

﴿۳۹﴾ علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں صاحب در مختار کا قول کہ ”تراویح تیس رکعتیں ہیں“ یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے مشرق و مغرب میں۔

”قوله وهی عشرون رکعة وهو قول الجمهور وعليه عمل

الناس شرقاً وغرباً

(الدر المختار مع حاشیہ رد المختار ج ۲ ص ۹۵ بیروت)

﴿۵۰﴾ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں اور جس تعداد پر رکعات تراویح کا معاملہ مستقل ہو اور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ تعداد مشہور ہوئی وہ تیس رکعتیں ہیں اور یہ جو مروی ہے کہ تراویح تیس رکعتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تراویح کے ساتھ وتر ملا کر تیس رکعتیں ہیں۔

”والدی استقر علیہ الامر واشتھر من الصحابة والتابعین

ومن بعد هم هو العشرون وما روى انها ثلث وعشرون

فبحساب الوتر معها“

(اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۵)

﴿۵۱﴾ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۱ھ فرماتے ہیں تراویح کی رکعتوں کی تعداد تیس ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے سارے سال میں محسنین کے لئے مہارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہیں کیونکہ سارے سال عموماً تہجد آٹھ رکعات اور وتر تین رکعات ادا کئے جاتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ رمضان کے مہینے میں جب ایک مسلمان شبہ بالملکوت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کا اس سے دگنی رکعت سے کم حصہ ہو۔

”وعده عشرون رکعة وذلك انهم راوا النبي ﷺ شرع

لمحسنين احدى عشرة ركعة في جميع السنة فحكموا

انه لا ينبغي ان يكون حظ المسلم في رمضان عند قعده الاقتحام

في لجة التشبه بالملكون اقل من ضعفها“ (حجة الله البالغة ج ۲ ص ۱۸)

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			<p>(۵۲) علامہ عبدالحی لکھنویؒ متوفی ۱۳۰۳ھ فرماتے ہیں تراویح میں بیس رکعات صدقہ مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفاء راشدین نے مداومت کی ہے اگرچہ حضور ﷺ نے مداومت نہیں کی اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ حضور ﷺ کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ برا کام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کر دی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو "بیس رکعت تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنت مؤکدہ ہے لہذا بیس رکعات تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہوگا" اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔</p> <p>"ان مجموع عشرین رکعة فی التراویح سنة مؤکدة لانه مما واطب علیہ الخلفاء وان لم یواظب علیہ النبی ﷺ وعلی آلہ وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ایضاً لازم الاتباع وتارکھا اثم وان کان اثمہ دون اثم تارک السنة النبویة فمن اکتفی علی ثمان رکعات یمکن مسینا لئلا یمکن سنة الخلفاء وان شئت ترتیبہ علی سبیل القیاس فقل عشرون رکعة فی التراویح مما واطب علیہ الخلفاء الراشدین وکل ما واطب علیہ الخلفاء سنة مؤکدة یاثم تارکھا فینتج عشرون رکعة یاثم تارکھا ومقدمات هذا القیاس قد اثبتناھا فی الاصول السابقہ"</p> <p>(تحفة الاخیار فی احیاء سنة سیدالابرار ص ۱۲۶)</p> <p>مذکورہ احادیث آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین سے مندرجہ ذیل امور</p> <p>ثابت ہوئے</p> <p>(۱) - آنحضرت ﷺ سے بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور</p>		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			۲۵		
			<p>حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی احادیث سے ظاہر ہے اور چونکہ انہیں امت کی تلقین باقبول حاصل ہے اس لئے یہ صحیح لغیرہ کے درجے کی احادیث ہیں۔</p> <p>﴿۲﴾ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی صحابہ کرام باجماعت تراویح پڑھتے رہے ہیں</p> <p>﴿۳﴾ خلفاء راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بیس رکعات تراویح پر مواظبت فرمائی اور ان کے دور خلافت راشدہ میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں، اس لئے تراویح بیس رکعات ہی سنت مؤکدہ ہیں۔</p> <p>﴿۴﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح کے بیس رکعات ہونے پر اجماع ہو گیا تھا کیونکہ جب آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سب صحابہ کرام کو جمع کیا تھا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا تو اس وقت کسی نے بھی آپ کے اس فعل کی کسی درجے میں بھی مخالفت نہیں کی تھی، حالانکہ اس وقت انصار و مہاجرین اور آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب موجود تھیں لیکن کسی نے بھی آپ کے اس فعل پر انکار نہیں کیا</p> <p>﴿۵﴾ جلیل القدر تابعین و تبع تابعین بھی اکثر تراویح بیس رکعات ہی پڑھتے پڑھاتے رہے۔</p> <p>﴿۶﴾ ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہم اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔</p> <p>﴿۷﴾ خیر القرون کے دور میں عہد فاروقی سے لے کر اب سے کچھ پہلے تک تمام مسلمانان عالم کم از کم بیس رکعتوں کے قائل تھے، اور مشرق و مغرب میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں۔ مراکز اسلام میں سے مدینہ طیبہ میں خلفاء راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ دور خلافت راشدہ کے بعد بھی کم از کم بیس پر عمل رہا اس سے زیادہ تو پڑھی گئیں لیکن اس سے کم نہیں آج بھی مدینہ منورہ میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؓ کے زمانہ تک تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی تھیں (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) حضرت عطاءؓ کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی، حضرت ابن ابی ملیکہؓ جن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی وہ یہاں تراویح بیس رکعات ہی پڑھاتے تھے (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ</p>		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	تاریخ نمبر	تبویب	عنوان
-------------------	------------------	------------------	------------	-------	-------

۲۶

مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ چونکہ خود بیس کے قائل تھے اس لئے ان کے بعد مکہ مکرمہ اور اس کے علاوہ ہر جگہ جہاں جہاں ان کے متبعین تھے سب بیس پڑھا کرتے تھے آج بھی مکہ مکرمہ میں بیس رکعات تراویح پر ہی عمل جاری و ساری ہے۔

کوفہ اور بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے بیس رکعات تراویح پڑھی پڑھائی جاتی تھیں۔ خود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تراویح میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)۔ کوفہ میں حضرت حارث اعورؓ متوفی ۶۵ھ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں وہ بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے نیز حضرت علی بن ربیعہؓ جو حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کے شاگرد تھے وہ بھی بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، امام کوفہ حضرت سفیان ثوری جن کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی وہ بھی بیس رکعات کے قائل تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ جن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی وہ خود بیس رکعات کے قائل تھے ان کے بعد کے تمام متبعین کا عمل بیس پر رہا۔

بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی وہ بھی بیس رکعات کے قائل تھے جیسا کہ ابن رشد مالکی کے بیان سے ظاہر ہے۔

خراسان میں حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ جن کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی ہے وہ بھی بیس رکعات ہی کے قائل تھے تیسری صدی کے وسط سے پہلے ہی ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام مالکؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی اپنی فقہ کی اپنے شاگردوں کو تعلیم دے کر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اور ان کے فقہی مسالک کی اشاعت اور ان پر عمل شروع ہو چکا تھا، جو آج تک جاری ہے، تقریباً ہر صدی کے فقیہ نے کم از کم بیس رکعات ہی کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور فقہاء کرام و بزرگان دین کے اقوال آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے جن میں چھٹی صدی ہجری کے فقیہ و بزرگ حضرت شیخ عبد القدیر جیلانی حنبلیؒ اور حضرت امام غزالی شافعیؒ دونوں نے تراویح میں رکعات ہی بتلائی ہیں آٹھویں صدی ہجری میں علامہ ابن تیمیہؒ بیس رکعات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ دسویں صدی ہجری میں علامہ ابن نجیمؒ مصر کے اندر یہ تذکرہ کر رہے ہیں کہ مشرق و مغرب پورے عالم میں ہر جگہ تراویح میں رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، گیارہویں صدی میں حضرت علامہ علاؤ الدینؒ حاکمیؒ شافعیؒ ہیں اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہندوستان میں بیس رکعات ہی بتلاتے ہیں۔ بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستغنی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			<p>اللہ علیہ ہندوستان میں بیس رکعات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کے تمام خاندان کا اسی پر عمل ہے۔</p> <p>تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں علامہ ابن عابدین شامی ملک شام میں تذکرہ کرتے ہیں کہ اب تک مشرق و مغرب میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی ہندوستان میں بیس رکعات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔</p> <p>اب ان حضرات کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں جو آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں اور ان کے جوابات بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔</p> <p>«(۱)۔ ان کی پہلی دلیل حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبد الرحمنؒ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی، فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔</p> <p>عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فقالت ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة يصلي اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعةً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلاثاً. فقالت يا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي. (البخاری ۱۵۴ ج ۱ ص ۲۶۹ باب فضل من قام رمضان، ص ۵۰۴، صحيح المسلم ج ۱ ص ۲۵۴ باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل)</p>		

لیکن یہ حدیث آٹھ رکعات تراویح کے بارے میں صریح نہیں، کیونکہ (۱) اس حدیث میں رمضان وغیر رمضان، ہمیشہ۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال و جواب

عنوان

تبویب

نام و پتہ
مستغنیتاریخ
نقل فتاویٰ

۲۸

گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے نہ کہ رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں۔

﴿۲﴾ - محدثین کے نزدیک یہ حدیث قیام رمضان (تراویح) سے متعلق نہیں، چنانچہ وہ اس حدیث کو قیام رمضان کے

بجائے تہجد کے ابواب میں نقل کرتے ہیں، چنانچہ مسلم ج ۱ ص ۵۰۹ حدیث: ۷۳۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۲ حدیث: ۱۳۳۵، ترمذی

ج ۱ ص ۹۹ باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی ﷺ باللیل، نسائی ج ۱ ص ۱۵۴، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۹۲، مؤطا امام مالک ص ۱۰۳ باب

صلاۃ النبی ﷺ فی الوتر ان حضرات نے اس حدیث کو تہجد کے ابواب میں ذکر کیا ہے، امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی مشہور کتاب

”قیام اللیل“ میں قیام رمضان کا باب باندھا ہے اور تعداد رکعات بیان کرنے کیلئے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں مگر حضرت عائشہ

کی حدیث زیر بحث نہیں نقل کی اور جناب مقریزی نے اپنی کتاب مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۸۲، پر حضرت عائشہ کی زیر بحث

حدیث: باب عدد صلاۃ النبی ﷺ باللیل کے تحت ان الفاظ سے ذکر کی: حدثنا یحییٰ عن مالک ... عن عائشہ ان

رسول اللہ ﷺ کان یصلی باللیل احدى عشرہ رکعة یوتر منها بوحدۃ (قیام اللیل للمقریزی، ص ۸۲

المکتبۃ الاثریہ) گویا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح سے متعلق نہیں۔ علامہ ابن قیم نے بھی زاد المعاد ج ۱ ص ۳۲۵ پر

قیام اللیل (تہجد) میں ہی اسے نقل کیا ہے شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اسے تہجد سے ہی متعلق مانا ہے۔

﴿۳﴾ - ائمہ مجتہدین ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے آٹھ تراویح مراد نہیں لیں ورنہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی

نہ کوئی امام تو آٹھ رکعات تراویح کا قائل ہوتا حالانکہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام بھی آٹھ رکعات تراویح کا قائل نہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے ترمذی شریف میں تراویح کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال ذکر کئے لیکن آٹھ رکعات کے

متعلق کوئی قول ذکر کرنا تو درکنار اشارہ تک نہیں کیا۔

﴿۴﴾ - اس حدیث میں گیارہ رکعات تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ جبکہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی

جاتی ہیں خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تین دن جو تراویح پڑھی تھیں وہ جماعت کے ساتھ پڑھی تھیں۔ ان باتوں سے ثابت

ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نہیں تہجد سے ہے۔

﴿۵﴾ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسلمہ کا سوال حضور علیہ الصلاۃ والسلام

کی نماز کی کیفیت سے متعلق تھا تعداد سے متعلق نہیں تھا۔ یعنی حضرت ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا تھا کہ یہ

بتائیے آنحضرت ﷺ رمضان المبارک میں جو رات کو نماز پڑھتے تھے اس کی کیا کیفیت تھی؟ کیا انداز تھا؟ چنانچہ حضرت عائشہ

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب
-----------------------------	---------------------	---------------------	-------------------	-------

۲۹

رضی اللہ عنہا نے آپ کی رات کی نماز میں ممول کی رکعات ذکر کر کے نماز کی کیفیت بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کی نماز کی عمر کی اور اچھائی کا کیا ذکر وہ تو پوچھو ہی مت، اگر حضرت ابو سلمہ کا سوال نماز کی رکعات کی تعداد کے متعلق ہوتا تو اول تو وہ لفظ کسب سے سوال کرتے کیونکہ عدد مقولہ کسب سے ہے نہ کہ تکلیف سے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں اس کے سوال کے مطابق تعداد رکعات بتلا کر بس کر دیتیں آگے یہ نہ فرماتیں کہ ان کے حسن اور درازی کا تو سوال ہی نہ کر۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا ہی کہ ان کے حسن و درازی کا تو سوال ہی نہ کر یہ بتلا رہا ہے کہ ابو سلمہ کا سوال کیفیت ہی کے بارے میں تھا تعداد کے بارے میں نہیں یہی وجہ ہے کہ امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب ”قیام اللیل“ میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے۔ ”باب عدد الركعات التي يقوم بها الامام للناس في رمضان“ یعنی یہ باب ان رکعات کی تعداد کے بیان میں ہے جو امام لوگوں کو رمضان المبارک میں پڑھائے گا۔

اس باب میں امام محمد بن نصر مروزی تراویح کی رکعات کی تعداد بتانے کے لئے بہت سی روایتیں لائے ہیں، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا لانا تو درکنار اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علم و تحقیق میں بھی اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں

﴿۶﴾۔ بہت سے آثار صحیحہ سے ثابت ہے (جیسا کہ پہلے گذرا) کہ خلفاء راشدین کے دور میں تراویح نہیں رکعات پڑھی، پڑھائی جاتی رہیں اس زمانہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں اگر آپ کی مذکورہ حدیث میں تراویح کا ذکر ہوتا تو ناممکن تھا کہ وہ خاموشی سے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیس تراویح پڑھتے پڑھاتے دیکھتی رہتیں اور یہ نہ کہتیں کہ آنحضرت ﷺ تو آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے تم لوگ بیس رکعات کیوں پڑھتے ہو لیکن کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے علاوہ کسی بھی صحابی کا بیس رکعات پڑھنے والوں کو روکنا یا ان پر اعتراض کرنا ثابت نہیں۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿۷﴾۔ بہت سے اہل علم نے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا ہے، چنانچہ امام قرطبی نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سے اہل علم کے لئے مشکل ثابت ہوئی، یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اسے مضطرب کی طرف منسوب کیا ہے۔ (مدۃ القاری ج ۷، ص ۱۸۷)

بہر حال اس حدیث سے تو تراویح آٹھ رکعتیں ثابت نہ ہو سکیں، ہاں! دو روایتیں ضرور ہیں جن سے صراحت کے ساتھ

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
		۳۰		
		<p>آٹھ رکعتیں معلوم ہوتی ہیں مگر وہ دونوں روایتیں بھی حد درجہ ضعیف ہیں لہذا قابل استدلال نہیں۔</p> <p>پہلی روایت:</p> <p>صحیح ابن خزمہ ج ۲ ص ۱۳۸، قیام اللیل للمقریزی لاور معجم صغیر ج ۱ حدیث: ۵۲۵ میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی</p> <p>۹۹</p> <p>صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر</p> <p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائی۔</p> <p>لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تراویح تین رات پڑھائی، اس کے بعد تشریف نہیں لائے۔ اور حضرت جابرؓ کی اس روایت میں آگے صرف ایک رات پڑھنے اور دوسری رات نہ نکلنے کا ذکر ہے جیسا کہ اسی روایت میں آگے یوں مذکور ہے۔</p> <p>فلما کان من القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج الینا فلم نزل فی المسجد حتی اصبحنا فدلنا علی رسول ﷺ، فقلنا له: یا رسول اللہ رجونا ان تخرج الینا فتصل بنا، فقال: (انی کرهت ان یکتب علیکم الوتر.)</p> <p>(صحیح ابن خزمہ ص ۱۳۸ ج ۲، معجم صغیر ج ۱ حدیث: ۵۲۵)</p> <p>پس اگلی رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اس امید پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے پس ہم صبح تک وہیں رہے، (صبح کے وقت) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں امید تھی کہ آپ نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے، آپ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔</p> <p>اور میزان الاعتدال میں ایلتہ (ایک رات) کی تصریح بھی ہے، لہذا متعین نہیں کہ یہ انہیں تین راتوں میں سے کسی رات کا واقعہ ہے، چنانچہ شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ اس روایت کو انہیں تین راتوں میں سے کسی رات کا واقعہ قرار دینے میں متردد ہیں۔</p> <p>(فتح الباری ص ۱۲ ج ۳)</p>		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستغنی	مضمون سوال و جواب	تبویب
-----------------------------	---------------------	---------------------	-------------------	-------

۲۱

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس روایت کے تین تین راوی ضعیف اور مجروح ہیں چنانچہ یہ حدیث درج ذیل دو سلسلہ سند سے آتی ہے۔

﴿۱﴾ - اسحق - ابوالریح، یعقوب قتی - عیسیٰ بن جاریہ - جابر بن عبد اللہ

﴿۲﴾ - محمد بن حمید رازی، یعقوب قتی - عیسیٰ بن جاریہ - جابر بن عبد اللہ

یہی دو سلسلہ سند ہر جگہ ملے گا خواہ صحیح ابن خزیمہ ہو یا محمد بن نصر مروزی کی قیام لایل یا کوئی اور کتاب ہو جس میں یہ روایت

درج ۱۰۔

سب سے پہلے دونوں سندوں میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے اس روایت کو نقل کرنے کا جو شخص

دعویدار ہے وہ عیسیٰ بن جاریہ اور عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق خود صحیح ابن خزیمہ کے ہی حاشیہ پر ہے۔

عیسیٰ بن جاریہ فیہ لین (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۸ ج ۲) عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے

جب عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ثابت ہوگئی تو یہ پوری روایت ہی کمزور ہوگئی کیونکہ دونوں سندوں سے اس حدیث کا دارو

مدار عیسیٰ بن جاریہ پر ہی تھا، یہ تو عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق صحیح ابن خزیمہ کے محشی کی رائے تھی اب دیگر ائمہ جرح و تعدیل کی آراء

ملاحظہ فرمائیں۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں: لیس بذاک، عندہ مناکیر، وہ تو کی نہیں ہے اس کے پاس متعدد منکر روایتیں ہیں۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں منکر الحدیث (وہ منکر الحدیث ہے) امام نسائی فرماتے ہیں منکر وک (وہ منکر وک الحدیث ہے)۔

اسکے حدیثیں نہیں لی جاتیں۔

ساجی اور عقیلی کہتے ہیں: ضعفاء میں شامل ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں (یعنی شاذ و منکر ہیں)۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۱۱، تہذیب الجہد ص ۸ ج ۲ ص ۲۰۷)۔

یہ کل سات ائمہ ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن جاریہ پر شدید جرحیں کی ہیں، یہی نہیں بلکہ حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب ج ۸ ص

۲۰۷ پر عیسیٰ بن جاریہ کو لین الحدیث کہا ہے اور علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۱۱ پر عیسیٰ بن جاریہ کو منکر حدیثوں کی

مثال میں یہی حدیث پیش کی ہے۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
		۲۲		
		<p>یہ تو پہلے راوی عیسیٰ بن جاریہ کا حال تھا، اس کے بعد دونوں ہی سندوں میں ایک اور نام ہے وہ ہے یعقوب ثقی کا نام۔ اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں: (لیس بقوی) (دہ قوی نہیں ہے) (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۵۲)۔</p> <p>دوسری سند میں یعقوب ثقی سے پہلے ایک نام محمد بن حمید رازی کا ہے اس کے متعلق امام ذہبی کہتے ہیں:</p> <p>هو ضعيف و ضعيف ہے۔</p> <p>یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کثیر المناکیر بہت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔</p> <p>امام بخاری فرماتے ہیں: فیہ نظر اس میں نظر (اعتراض) ہے۔</p> <p>ابوزرعہ کہتے ہیں: وہ جھوٹا ہے کذبہ ابو (رعد)۔</p> <p>الطی کہتے ہیں: اشہد انہ کذاب، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔</p> <p>سالح جزرہ کہتے ہیں: فی کل شیء یحدثنا ما رايت اجرا علی اللہ منہ کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضہ علی بعض۔ (ہر چیز کے بارے میں حدیثیں بیان کرتا ہے اللہ پر اس سے زیادہ جری شخص میں نے نہیں دیکھا</p> <p>لوگوں کی حدیثوں کو بدل دیتا ہے)۔</p> <p>ابن خراش کہتے ہیں: کان واللہ یکذب خدا کی قسم وہ جھوٹا ہے۔</p> <p>امام نسائی فرماتے ہیں: لیس بثقة وہ معتبر نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲۰)</p> <p>غور کی بات یہ ہے کہ جس حدیث کی سند میں تین تین ضعیف راوی موجود ہوں، اس حدیث کا درجہ کیا رہا۔</p> <p>بلوغ المرام میں بھی یہ روایت موجود ہے مگر اس میں رکعتوں کا ذکر ہی نہیں۔</p> <p>دوسرا اضطراب یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ: فقلنا یا رسول اللہ رجونا ان تخرج فتصلی بنا لقال انی کرہت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر۔ (بلوغ المرام حدیث: ۳۶۲، تصحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۳۸)</p> <p>ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ: ہمیں امید تھی کہ آپ ﷺ لکھیں گے اور ہمیں نماز پڑھائی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔</p> <p>گویا وتر فرض ہو جانے کے خوف سے آنحضرت ﷺ باہر تشریف نہیں لائے، جبکہ احادیث صحیحہ سے قیام رمضان (تراویح) فرض ہو جانے کے خوف سے تشریف نہ لانا منقول ہے۔ خود ابن خزیمہ نے اس حدیث کا عنوان یوں قائم کیا بابت ذکر دلیل</p>		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستغنی	مضمون سوال و جواب	تبویب
-----------------------------	---------------------	---------------------	-------------------	-------

۲۲

ہاں الوتر لیس بفرض (اس بات کی دلیل کہ تر فرط نہیں ہے) صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۳۸۔

آٹھ رکعات تراویح کی دوسری روایت:

حضرت جابرؓ کی ہی دوسری روایت اس طرح ہے۔ ابی بن کعبؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! رمضان کی گزشتہ رات مجھ سے ایک بات ہو گئی، آپ نے فرمایا وہ کیا ہے ابی؟ جواب دیا میرے گھر کی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، تو ہم بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھیں گیں، چنانچہ میں نے ان کو آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر بھی پڑھائی اس کے بعد یہ الفاظ ہیں (فسکت عنه وکان شبه الرضاء) جس کا ترجمہ یہ ہے پس آپ نے ان سے سکوت کیا اور وہ بات رضامندی کے مشابہ تھی (ابو یعلیٰ ج ۳ حدیث ۱۸۰۱، قیام اللیل للمقریزی ۹۳)

قیام اللیل ص ۴۴۱ علامہ مردزی نے اس کی سند نقل کی ہے، اس میں بھی وہی خرابی ہے جو پہلی روایت میں ہے، یعنی اس کے سلسلہ سند میں بھی عیسیٰ بن جاریہ موجود ہے لہذا محدثین کے نزدیک ضعیف، متروک، منکر الحدیث اور غیر معتبر ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی قطعاً قابل استدلال نہیں، اس کے علاوہ یعقوب قتی بھی ہے، جس نے اس روایت کو مزید ضعیف بنادیا۔

آٹھ رکعات تراویح کے قائلین کا ایک اور استدلال اور اس کا جواب

یہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعات مسنون ہے اور اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں یعنی وتر سمیت گیارہ رکعات

مالک عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انه

قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری

ان یقوموا للناس باحدى عشرة رکعة .

لیکن یہ روایت اضطراب کا شکار ہے جس کی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ مذکورہ روایت میں

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستغنی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
		۳۳		
		حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والا راوی محمد بن یوسف ہیں اور محمد بن یوسف کے پانچ شاگرد ہیں جو ان سے یہ روایت نقل کر رہے ہیں (۱) امام مالک (۲) یحییٰ بن قطن (۳) عبد العزیز بن محمد (۴) ابن اسحاق (۵) عبد الرزاق کے استاذ		
		اور عجیب بات یہ ہے امام مالک سمیت جناب محمد بن یوسف کے پانچوں تلامذہ کا آپس میں اختلاف ہے ایک دوسرے سے الگ الگ صورتحال نقل کرتے ہیں		
		(۱)..... چنانچہ اسی مذکورہ روایت کو محمد بن یوسف سے نقل کرنے والے ان کے شاگرد امام مالک ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں، اس حکم پر عمل ہوا، یا نہیں، کوئی تفصیل نہیں		
		(۲)..... دوسرے شاگرد یحییٰ بن قطن والی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری پر لوگوں کو جمع کیا۔ پس وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے، اس میں اس بات کا ذکر نہیں کہ وہ دونوں گیارہ رکعات از خود پڑھتے تھے یا حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم دیا تھا۔		
		(۳)..... تیسرے شاگرد عبد العزیز بن محمد نے محمد بن یوسف سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہم گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ اس میں نہ حضرت عمرؓ کا حکم ذکر ہے، نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا۔		
		(۴)..... محمد بن یوسف کے چوتھے شاگرد ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ اس روایت میں اولاً تو گیارہ کے بجائے تیرہ کا ذکر ہے لیکن نہ حضرت عمرؓ کے حکم کا ذکر ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا کوئی تذکرہ ہے۔		
		(۵)..... محمد بن یوسف کے پانچویں شاگرد عبد الرزاق کے استاد ہیں ان کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اکیس رکعات کا حکم دیا تھا، یعنی نہ گیارہ نہ تیرہ بلکہ اکیس کا ذکر ہے۔ (بحوالہ رکعات تراویح مصنفہ والانا حبیب الرحمن اعظمی)		

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب
			۲۵	
			<p>اب ایک طرف سائب بن یزید سے روایت کرنے والے راوی محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کا اختلاف ہے اور دوسری طرف سائب بن یزید سے نقل کرنے والے دوسرے راوی یزید بن خصیفہ بھی ہیں ان کی روایت ملا حظہ ہو،</p> <p>ابن ابی ذئب عن یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعة.</p> <p>ترجمہ: ابن ابی ذئب، یزید بن خصیفہ سے وہ سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعات پڑھتے تھے،</p> <p>حوالہ جات: (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، معرفۃ السنن والاثر ج ۴ ص ۴۲، مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۹۵، ارشاد الساری شرح البخاری ج ۳ ص ۵۷۸، شرح المہذب ج ۴ ص ۳۲، ۳۳، اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۵)</p> <p>متعدد حفاظ محدثین کرام نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعی نے اپنی کتاب ”خلاصہ“ میں، محدث ابن العرائی نے ”شرح التقریب“ میں علامہ سیوطی نے ”الاسانج“ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے</p> <p>(اوجز المسالك ج ۲ ص ۳۰۵، حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۱، الاملاء السنن ج ۷ ص ۶۰)</p> <p>یزید بن خصیفہ کی اس مذکورہ روایت میں یہ ذکر ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح کا صاف و سرت بیان موجود ہے، اسی طرح یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یزید بن خصیفہ سے اس روایت کو ان کے دو شاگردوں نے نقل کیا ہے ابن ابی ذئب اور محمد بن جعفر نے اور ان دونوں حضرات کے بیان میں کوئی تضاد نہیں، دونوں متفق اللفظ ہو کر روایت کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ یزید بن خصیفہ نے اور ان سے ان کے استاذ سائب بن یزید نے بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔</p> <p>ان حالات میں محمد بن یوسف کے پانچ شاگردوں کی مختلف البیان و مشکوک روایت کے مقابلے میں، یزید بن خصیفہ کے دونوں شاگردوں کی متفق اللفظ اور بے غبار روایت کو ہی مدار استدلال بنانا عین انصاف ہے۔</p> <p>یزید بن خصیفہ کی روایت کو کئی محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، جبکہ محمد بن یوسف کی گیارہ رکعات والی روایت کو علامہ ابن عبد البر نے شرح موطا میں راوی کا وہم قرار دیا ہے۔</p> <p>قال ابن عبد البر هذه الرواية وهم والذي صح انهم کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة.</p> <p>ترجمہ: ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ روایت راوی کا وہم ہے اور صحیح وہی روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ خلافت فاروقی میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔</p> <p>بعض حضرات نے تاویل کر کے اسے صحیح بھی کہا ہے تو یوں کہا ہے کہ اول مع و تر ابہارہ تھیں بعد میں بیس کا حکم دیا اور وہی مستظاہر متعین ہو کر متفق علیہ ہو گیا۔ (تحفۃ الخیار ص ۱۰۰)</p>	

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

بر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان
			<p>عہد فاروقی میں تراویح کی بیس رکعتوں پر دلالت کرنے والی روایات کثرت سے ہیں ان کے مقابلے میں صرف ایک روایت ہے وہ بھی شاذ و مضطرب، جس میں بیس کی بجائے گیارہ کا تذکرہ ہے، کیسے قابل استدلال ہو سکتی ہے جبکہ خود اسی استاد (سائب بن یزیدؒ) کا دوسرا شاگرد (یزید بن حصیفہؒ) اپنے استاد سے بیس کی ہی روایت نقل کر رہا ہو اور اس میں کسی قسم کا نہ شذوذ ہو اور نہ اضطراب بلکہ کثیر روایات اس کی تائید میں موجود ہوں اور خود موطا امام مالک میں ہی امام مالکؒ کی یہ روایت بھی موجود ہے۔</p> <p>مالک عن یزید بن رومان انه قال قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرين رکعة ، (موطا امام مالک ج ۱ ص ۹۸)</p> <p>ترجمہ: امام مالکؒ یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعینؓ) خلافت فاروقی میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ (بحوالہ رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۳۴۰، ۳۴۱)</p> <p>علاوہ ازیں اگر بالفرض ان مذکورہ بالا ضعیف حدیثوں سے آٹھ رکعات ثابت بھی ہو جائیں تو عرض یہ ہے کہ دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ نماز ساری رات پڑھائی تھی اور صبح صادق کے قریب فراغت ہوئی تھی۔ اور فقہائے احناف بھی یہ بات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فحش آٹھ رکعات ہی میں ساری رات گزار دے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ آٹھ رکعت بیس کے قائم مقام ہوگی۔</p> <p>آٹھ رکعات کی لے دے کے یہی روایتیں تھیں یعنی روایت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی دو روایتیں، اور حضرت سائب بن یزیدؒ ان سے تراویح کی آٹھ رکعتوں کا ثابت نہ ہونا بالکل واضح ہے۔</p> <p>واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب</p> <p>الجواب صحیح</p> <p>احقر عبد الواحد سرگودھوی عفا اللہ عنہ</p> <p>دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴</p> <p>۱۴۲۲ھ / ۲۹ ربیع الثانی / ۱۴۲۲ھ</p> <p>۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ</p>		

نہ کوئی دعویٰ

بيت العماليات

مدنی منزل مدنی ٹاؤن
نزد مسجد بلال ڈیرہ اسماعیل خان
☎ (0961) 811058

محمد ابراہیم احمد

[illegible]

عصر تا مغرب (علاوہ جمعرات و جمعہ)

✽ اتوار صبح 9 تا 12 بجے دوپہر ✽

اوقات ملاقات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ
یَعُوْنُ مَلْعَمُ الصَّوَابِ
حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ مجتہدین
سلف صالحین اور علماء امت کا تراویح کی بیس رکعات پر عمل رہا ہے، اور احادیث
و آثار صحابہؓ سے بھی بیس رکعات تراویح ثابت ہوئی ہیں نیز ائمہ اربعہ سمیت امت
کے تمام جلیل القدر محدثین، فقہاء امت، علماء کرام اور بزرگان دین اس بات پر متفق
ہیں کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر چہ بیس
رکعات پڑھی جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ چند احادیث، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ بطور نمونہ درج

① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔
کما فی مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۲/۲ و ایضاً فی التعلیق الحسن: ۵۲/۲
"حدثنا یزید بن ہارون قال أخبرنا ابراہیم بن عثمان عن الحكم بن ميسم
عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي
في رمضان عشرين ركعة والوتر"

② حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام رافعی رحمہ اللہ واسطہ سے نقل فرمایا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بیس رکعت تراویح جماعت
سے ساتھ بھی پڑھائی البتہ جماعت کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا تاکہ جماعت
تراویح امت پر لازم و فرض نہ ہو جائے اور امت اسے جہاد کے طور پر سمجھے۔
قال فی تخیص الجبیری فی تخریج احادیث الرافعی الکبری: ۵۹/۲
"۵۴۰۰ حدیث: انه صلى الله عليه وسلم صلى بالناس عشرين
ركعة لياليين فلما كان في الليلة الثالثة اجتمع الناس فلم يخرج
اليهم ثم قال من الغدر: اخشيت ان تفرض عليكم فلا تطيقوها"

③ حضرت سائب بن یزید نے فرمایا: صحابہ و تابعین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دو
میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔
کما فی السنن للبیہقی: ۲۹۶/۲ و ایضاً فی التعلیق الحسن: ۵۲/۲
"عن یزید بن خصيف عن سائب بن یزید قال: كانوا يقومون على
عبد الرحمن الخطاب في شهر رمضان بعشرين ركعة"

④ بخاری و مسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عبد قاری کی سند سے نقل کیا ہے کہ رمضان
کی ایک شب کو میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متفرق جماعتوں میں نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی
اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے اور کوئی امام بنا ہوا ہے کچھ صحابہ اس سے ساتھ پڑھ رہے ہیں
گئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ان سب کو ایک امام درجہ کر دوں تو بہت بہتر اور افضل ہو چنانچہ حضرت
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر فرمایا اور سب کو ایک امام مقرر یعنی
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت درجہ فرمادیا۔

کنز العمال میں ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو
یعنی صحابہ و تابعین کو بیس رکعت پڑھائی۔

فی الجامع الصحیح للبیہقی: ۲۶۹/۱ باب فضل من قام رمضان
"عن عبد الرحمن بن عبد القاری انه قال خرجت مع عمر
ابن الخطاب ليلة في رمضان المسجد فاذا الناس
اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي بصلوته
الرهط فقال عمر بن الخطاب اني لو جمعت هؤلاء على قاري واحد
لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابی بن کعب ثم خرجت

نماز تراویح
باعتبار
تفاوت
الوقت
والمكان

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

سری نمبر	تاریخ	نام و پتہ	مضمون سوال و جواب	تویب	عذر
			معہ لیلتہ اخری والناس یصلون یصلواۃ فاروقیہ		
			وفی کثر السجال : ص ۲۹۲		
			۱۸ فصلی بجمع عشرین رکعت		
⑤			حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ میں لوگوں (صحابہ و تابعین) کو رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ مما یصحف ابن ابی کعب و ایضاً فی آثار السنن ۵۹/۲		
			۱۱ عن عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ قال : کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان باحدینہ عشرین رکعت و یوتر بثلاث		
⑥			حضرت زید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں تیس رکعات (بیش تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔ فی مؤطا امام مالک ص ۱۰ و ایضاً فی السنن للبیہقی ۲/۲۹۶		
			۱۱ عن زید بن رومان انه قال : کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعت		
⑦			حضرت عبدالرحمن بن السلمي سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں حضرت قراء کو بلایا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعات پڑھائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ خود وتر پڑھا کر تے تھے۔ لما فی معرفۃ السنۃ للبیہقی : ص ۷۷ و ایضاً فی السنن الکبریٰ لہ : ۲/۲۹۶		
			۱۱ عن عبد الرحمن بن السلمي ان علیاً دعا القراء فی رمضان فامر رجلاً ان یصلی بالناس عشرین رکعت و کان علیاً یوتر بجمع		
⑧			عمدة القاری شرح صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت الحنفی فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھا کر تے تھے۔ فی عمدة القاری شرح الجامع الصغیر للبخاری ۲/۱۱۳		
			۱۱ قال الحنفی ان عبد اللہ بن مسعود کان یصلی عشرون رکعت ویوتر بثلاث		
⑨			حضرت احمد بن کعب القرظی فرمایا: لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو درمیں ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) پڑھا کر تے تھے۔ فی قیام الدلیل ص ۹۱		
			۱۱ قال احمد بن کعب القرظی : کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان عشرون رکعت		
⑩			جلیل القدر تابعی مفتی مکہ مکرمہ حضرت عطاء بن ہادی رباح نے بیان کیا: میرے نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو مسجد و ترکے مکہ مکرمہ میں تیس رکعت پڑھنے کو بلایا		

فی مصنف ابن ابی شیبہ و ایضاً فی فتح الباری: ۲/۱۹ و آثار السنن: ۵۵/۱
 «قال عطاء بن ابی رباح: ادرکت الناس وهم یصلون ثلاث
 وعشرين رکعة بالوتر واسناده حسن»

⑪ حضرت ابو الخطیب (م) کا بیان ہے کہ (مشہور تابعی) حضرت سعید بن غفلم رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان میں پانچ ترویحات کیا کرتے تھے اور پچیس یا پچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

کما فی السنن للبیہقی: ۲/۱۹۶

«عن ابی الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ قال: کان یوتر منا سعید بن غفلم فی رمضان فیصل خمس ترویحات بخمسین رکعة»

⑫ حضرت فاروق اعظم (م) صاحب زادہ حضرت ابوبکر (م) کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن غفلم (م) نے رمضان میں پچیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

مخارج السنن: ۵۶/۲

«قال ناخ: کان ابن ابی مکیہ یصل بنا فی رمضان عشرين رکعة (اسناده حسن)»

⑬ امام حماد حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ سب لوگ (صحابہ و تابعین) و تبع تابعین (م) رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) ہی پڑھا کرتے تھے۔

فی کتاب الآثار للابی یوسف ص ۱۲

«عن حماد عن ابراهيم ان الناس كانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان»

⑭ حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ربیعہ (جو کبار تابعین کے تھے) پچیس رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

فی مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۳۹۳

«عن سعید بن عبید ان علی ابن ربیعہ کان یصل جمع فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلث»

⑮ بیہقی میں ہے کہ حضرت شیبہ بن شکر (م) رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر کا امامت فرمایا کرتے تھے۔

کما فی السنن للبیہقی: ۲/۲۹۶

«عن شیبہ بن شکر و کان من اصحاب علی رضی اللہ عنہ انہ کان یوتر جمع فی رمضان بعشرين رکعة والوتر بثلث و فی ذلک قوۃ»

⑯ حضرت امام ترمذی (م) جو صحابہ کرام کے مؤلفین میں مشہور امام ہیں انہی کتاب ترمذی شریف میں بیان فرماتے ہیں: اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ (م) اور

تاریخ	نام و پتہ	مضمون سوال و جواب	تویب	ع
-------	-----------	-------------------	------	---

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمیت دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے
تجوید مروی ہے کہ ان حضرات نے بیس رکعت تراویح پڑھی ہے یہی قول حضرت
سفیان ثوری اور ابن المبارک اور حضرت امام شافعی لا کا ہے نیز امام شافعیؒ
نے فرمایا کہ میں اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت ہی پڑھتا ہوں یا۔
لما فی السنن للترمذی ۱: ۱۶۶

”و اکثر اهل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغيرهما من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعة وهو قول سفیان الثوری
وابن المبارک والشافعیؒ وقال الشافعیؒ حکذا ذکرک ببغداد
بلکہ یصلون بعشرین رکعة“

بدایۃ المجتہد میں ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام شافعیؒ حضرت
امام احمد بن حنبلؒ اور داؤد ظاہری اور حضرت امام مالک لا نے اسی بات کو
اختیار فرمایا ہے کہ تراویح کی وتر سے علاوہ بیس رکعت ہیں، ابن القائم
بیان کرتے ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ وتر سے علاوہ جمعین
رکعت پڑھتے تو پسند فرمایا کرتے تھے۔

قال فی بدایۃ المجتہد: ۱/۲۱
”فاختار مالک فی اخذ قولہ والحنیفۃ والشافعیؒ
واحمد وداؤد والقیام بعشرین رکعة سوی
الوتر ذکر ابن القائم عن مالک انه کان
یستحسن ستا وثلثین والوتر سدا رکعات الخ
علامہ ابن حجر المکیؒ نے فرمایا: تمام صحابہ کرام کا اس بات
میرا اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔
قال فی المرتبة:

”قال ابن حجر المکی الشافعیؒ اجتمعت اصحاب
رضی اللہ عنہم علی ان التراویح عشرون رکعة“
فقہ حنبلی کی مشہور کتاب نیل الماکرب میں ہے: بیس رکعت
تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس کی کفایت کی دلیل اجماع ہے۔
قال فی نیل الماکرب:

”التراویح سنة مؤکدہ عشرون رکعة برضال
والاصول فی مسنونیتها والاجماع“

علامہ زعفرانی امام شافعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
بیان فرمایا: میں نے مکہ میں لوگوں کو تیس رکعتیں اور مدینہ میں اثنائیں
رکعتیں پڑھتے ہوئے خود دیکھا ہے۔

قال فی فتح الباری: ۲/۲۲
”عن الزعفرانی عن الشافعیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ رأیت الناس

(۲۱) یقومون باطریقہ تسبیح و تہلیل و تہلیل و تہلیل
حضرت ابو الحسناءؑ مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے تسبیح آدھ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے مقتدیوں کو تسبیح رکعت
ہی پڑھائے۔

قال فی الجوهر النفی: ۲/۲۹۶

(۲۲) عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء ان
علیاً رزاً امر رجلاً یصلی بجمع عشرون رکعة
امام محمد غزالیؒ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: تراویح
بیس رکعت ہیں اور اس تک پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح
سنت مؤکدہ ہے۔

قال فی احیاء العلوم: ۱/۱۳۶

.. التراویح وہی عشرون رکعة و کیفینھا مشہور
وہی سنت مؤکدہ

(۲۳) امام محی الدین نوویؒ فرماتے ہیں: تمام مسلمان کا اس پر
اتفاق ہے کہ نماز تراویح سنت ہے اور وہ بیس رکعت ہیں۔

قال فی کتاب الذکار: ص ۱۳

.. اعلم ان صلوة التراویح سنتہ باتفاق المسلمین وہی
عشرون رکعة ..

(۲۴) شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: یہ اس پر ایم ثبوت کو بنایا ہوا ہے کہ حضرت
ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان میں تراویح کی بیس رکعت اور تین و تہلیل
کرتے تھے اسی بناء پر اکثر علماء بیس رکعت کو ہی سنت قرار دیتے ہیں کیونکہ
حضرت ابی ابی حفصات مہاجرین و انصار کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام
فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے کبھی ان کی تکثیر نہیں فرمائی۔

فی فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲/۱۸۶

.. وقد ثبت ان ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان یقوم بالناک عشین
رکعة فی رمضان ولو تہلیل و تہلیل فخری کثیر من العلماء ان
ذالکھو السنة لدنہ قام بین انصار و مہاجرین و الانصار و لم
یذکرہ منکر ..

(۲۵) قطب ربانی حضرت محبوب سبحانیؒ عید القادر جیلانیؒ
فرماتے ہیں: نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور وہ
بیس رکعت ہیں۔

قال فی غنیۃ الطالبین: ص ۲۶۲

.. صلوة التراویح سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی عشرون رکعة ..

(۲۶) فقہ حنبلی کا مشہور کتاب روض الراضی میں ہے: تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے
اس حدیث کی بناء پر جو ابو بکر عذیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

قال فی روض السیاح: وایضا فی فتاویٰ شامی
 ۱۱ تراویح سنہ مؤکدہ عشرون رکعتہ بخاری ابو بکر محمد العزیز الشافعی
 عن ابن عباس رکاۃ عنہما ان ابی سلیمان علیہ السلام کان یصل فی شہر رمضان عشرون رکعتہ

(۲۷) فقہ حنفی کی مستند ترین کتاب فتاویٰ شامی میں ہے: تراویح بالاجماع سنت
 مؤکدہ ہے۔ کتب دیگر اس میں مختلفہ روایات ہیں۔ موطا طہیت و صحاح، ائمتین کا وقت
 نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعتیں بیس ہیں۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق
 وغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے
 قال فی السیاح: ابن عثیمین فی الشامیہ: ۵۱۱/۱

» التراویح سنہ مؤکدہ لموطا طہیت الخلفاء الراشدین اجماعاً
 بعد صلاۃ العشاء دہی عشرون رکعتہ وهو
 قول الجمہور علیہ عمل الناس شرقاً وغرباً

(۲۸) شیخ احمد روفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں جبکہ حفرت عمرہ
 نے صحابہ کی جماعت ایک کی اور حفرت علی بن کعب کو امامت کے لئے نامزد فرمایا
 اس وقت حفرت صحابہ کرام بکثرت موجود تھے انہیں حفرت عثمان
 رضی اللہ عنہ حفرت علی رضی اللہ عنہ حفرت ابی سعید و حفرت عباس
 حفرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حفرت طلحہ و حفرت زبیر و حفرت
 معاذ و اور ان کے علاوہ سب سے حفرات مہاجرین و انصار موجود تھے
 کسی نے حفرت عمرؓ کو امیر الخرافین نہیں کیا بلکہ سب نے ساقیہ دیا۔ ان کی
 تائید موافقت کی اور اسی کو جاری اور رائج کیا اور عیسائیوں کی
 دشمنی رہے بلکہ حفرت علیؓ نے اس پر حفرت عمرؓ کی تعریف فرمائی (ان کا
 شکر یہ ادا کیا) اور ان کے لئے دعائے خیر کا لڑانے کے وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے
 اللہ تعالیٰ حفرت عمرؓ کی قبر کو نور سے معمور کیسے انہوں نے باری مسجد میں
 روشن آتش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میرے طریقہ اور خلفاء راشدین
 جو میرے بعد ہوں گے ان کا طریقہ کو لازم پکڑو اور تراویح کی بیس رکعت ہیں
 فی مجالس الدبرار: ص ۱۸۰ فی بیان کیفیت التراویح و فضیلتہا:

» والصحابہ سینئذ متوافرون منہم عثمان و علی و ابن سعد و العباس
 و ابنہ و طلحہ و زبیر و معاذ و غیرہم من المهاجرین و الانصار
 و ما یرد علیہ واحد منہم بل ساعدوہ و وافقوہ و امر وہ بزیادۃ
 و واقبوا علیہا حتی ان علیاً اثن علیہ و دعائہ بالسیر و قال لولائک
 مضجع عمر کما نور مساجدنا و قال ابی سلیمان علیہ السلام علیکم سنتی
 و سنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ح وحی عشرون رکعتہ

عالم دارالافتاء
 دارالافتاء دارالعلوم کراچی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

واللہ اعلم بالصواب
 احقر شاہ محمد رفیع الرحمن
 دارالافتاء دارالعلوم کراچی
 ۲۵ / ۱ / ۱۴۲۱ھ

المرتب
 لقرآن و فہم
 ۲۷ - ۱۰ - ۱۴۲۱ھ

المرتب
 دارالافتاء دارالعلوم کراچی
 ۲۷ - ۱۰ - ۱۴۲۱ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

①

آج کل رمضان المبارک میں بعض حضرات خصوصاً سعودی عرب و دیگر عرب ممالک میں کام کرنے والے نوجوان صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر مسجد سے نکل جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ بعض اہل عرب بھی آٹھ رکعت ہی پڑھتے ہیں، اگر آٹھ رکعت ثابت نہ ہو تو پھر پڑھتے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ائمہ کرام کا انشاء عرب سے ہوا ہے۔
کیا سوال یہ ہے کہ

① کیا تراویح بیس رکعت ہیں یا آٹھ رکعت ؟ قرآن و سنت و اجماع ائمہ اور ائمہ کرام کی تصریحات کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

② جو حضرات آٹھ رکعت پڑھ کر نکل جاتے ہیں، کیا بقیہ رکعات تراویح کے ترک کرنے پر ان سے شرعاً کوئی مواخذہ ہوگا یا نہیں ؟

③ ایسے حضرات کو اہل حدیث کہنا یا ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث یا اور کروا کر جاہل عوام کو آٹھ رکعت کی طرف لانا درست ہے یا نہیں ؟

④ نیز آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جانے سے وتر کی جماعت بھی رہ جاتی ہے تو وتر کی جماعت کا ترک کر دینا خلاف سنت ہے یا نہیں ؟

بیتوا فلتؤجروا



مستفتی: سفیر اللہ حرمی
معلم جامعہ دارالعلوم کراچی
درجہ نصابی

موبائل نمبر: 0344-9702475

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) واضح رہے کہ دین نام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، آپ کے صحابہ کرام کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین، ائمہ کرام اور بزرگان دین کی اتباع کا، اپنی طرف سے کوئی راستہ گھر کر اس پر چلنے کا نام دین نہیں ہے۔ احادیث اور تعامل امت سے ہیں رکعات نماز تراویح ثابت ہے، متعدد روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بین رکعات تراویح پڑھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات خلفاء راشدین سمیت حضرات صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین اور علماء امت کا تراویح کی بین رکعات پر عمل رہا ہے، ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی حضرت امام احمد بن حنبل میں سے کسی کے ہاں بھی بین رکعات سے کم نہیں، بلکہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ اگر چھتیس رکعات پڑھی جائے تو اور زیادہ اچھی بات ہے اور عہد صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین کے دور مبارک میں بین رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

اس تمہید کے بعد آسل سوال کا جواب یہ ہے کہ مختلف دلائل کی رو سے بین رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہیں۔

۔ بطور نمونہ چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بین رکعات تراویح پڑھی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ: "بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بین رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے" بعض روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ وتر کے علاوہ بین رکعت پڑھی۔

فی مسند عبد بن حمید: ۱ / ۲۱۸: عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث

وفي مصنف ابن أبي شيبة - ترقيم عوامة - (۲ / ۳۹۴)

عن ابن عباس: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة وأوتر.

ایک اور روایت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بین رکعات نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بین رکعات تراویح جماعت کے ساتھ بھی پڑھائی، یعنی انفرادی طور پر بھی بین رکعت پڑھنے کا اہتمام فرمایا اور جماعت کے ساتھ بھی بین رکعات پڑھانے کا اہتمام فرمایا البتہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا



بلکہ کچھ ایام جماعت کے ساتھ پڑھانے کے بعد اس ڈر سے جماعت کا اہتمام ترک فرمایا کہ ^{میں} صحیح پر جماعت تراویح کو لازم اور فرض نہ کر دیا جائے اور پھر امتی اسے نبھانے کے لیے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور امتی پر لازم و فرض ہونے کا خدشہ دور ہو گیا تو خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم نے صحابہ کرام کی ایک جم غفیر کی موجودگی میں حضرت ابی بن کعب کو تراویح کی امامت کے لئے نامزد فرمایا اس وقت اجلہ صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت طلحہ حضرت زبیر، حضرت معاذ کے علاوہ مہاجرین و انصاری صحابہ کرام کے ایک جم غفیر موجود تھے، ان تمام حضرات نے بلا تکبر حضرت عمر کی تائید کی اور اسی کو جاری و رائج کیا، اور یہ تمام حضرات ہمیشہ بیس رکعات تراویح پابندی سے پڑھتے رہیں، صرف یہی نہیں کہ سب حضرات نے حضرت فاروق اعظم کی تائید و موافقت کی بلکہ بہت سے حضرات نے اس فعل کو سراہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تعریف کی، ان کیلئے دعا خیر کی نیز ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسے حضرت عمرؓ نے ہماری مسجدیں روشن کیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے طریقہ اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہوں گے ان کے طریقہ کو لازم پکڑو۔

ان تمام باتوں کے لئے مندرجہ ذیل روایات اور آثار کو غور سے پڑھئے۔

سنن بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

"بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بلا جماعت بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔"

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر (بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام رافعی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رات بیس رکعت تراویح پڑھائی جب تیسری رات ہوئی تو لوگ جمع ہوئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے پھر صبح کو فرمایا مجھے خیال ہو گیا کہ تم پر فرض ہو جائے گی تو تم اسکو نبھانے کو گئے"



انه صلى الله عليه وسلم صلى بالثلاث عشرةين ركعة يتيقن، فلما كان في الثانية الثالثة جفت الشمس فلم يخرج إليهم لم قال من الغد اني خشيت ان تفرض عليكم فلا تطيقونها

حافظ ابن حجر اس روایت کو نقل کر کے بعد فرماتے ہیں: "متفق علی صحتہ" اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ (تلخیص الحبیئر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ص ۱۱۹ ج ۱)

علامہ طحاوی طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں: "فعلى هذا يكون عشرون ثابتاً من فعله صلى الله عليه وسلم" یعنی حدیث ابن عباس کی بنا پر بیس رکعت نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہیں۔ (طحاوی علی الدر المختار: ص ۶۸، ج ۱)

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب روض الریاض میں ہے:

"تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے اس حدیث کی بنا پر جو ابو بکر عبد العزیز شافعی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے"

والتروايح سنة مؤكدة عشرون ركعة بما روى ابو بكر عبد العزيز الشافعي عن ابن عباس رضى الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي في شهر رمضان عشرين ركعة [ونحوه في فتاوى قاضى خان ص ۱۱۰] (روض الریاض علی فقہ الحنبلی)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے۔

بخاری اور مسلم نے حضرت عبد الرحمن بن عبد قاری کی سند سے نقل کیا ہے کہ: "رمضان کی ایک شب کو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ صحابہ کرام متفرق جماعتوں میں بٹے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے، اور کوئی امام بنا ہوا ہے کچھ صحابہ الگ ساتھ شریک ہو گئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان سب کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو بہت بہتر اور افضل ہو، چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر فرمایا اور سب کو ایک ساتھ کر دیا، فجمعہم علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ (بخاری شریف ص ۲۶۹، ج ۱۔ باب فضل من قام رمضان)

سنن بیہقی میں ہے حضرت سائب بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:



''لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں رمضان میں ۲۰ رکعات پڑھا کرتے تھے''

[عن سائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب فی شهر رمضان بعشرين رکعة لخ
(نصب الراية ص ۲۹۴، ج ۱)

نیز یہی ہی میں ہے حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیس ۲۳ رکعات (۲۰ تراویح اور تین وتر کی)
پڑھا کرتے تھے''

عن یزید بن رومان نہ قال: کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرين رکعة
(سنن بیہقی ص ۳۹۲، ج ۲، مؤطا امام مالک ص ۳۰)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا''

[عن یحییٰ بن سعید بن عمر بن الخطاب مر رجلا یصلی بہم عشرين رکعة] (ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''حضرت ابی بن کعب مدینہ میں لوگوں (صحابہ و تابعین) کو رمضان میں بیس رکعات پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر پڑھاتے
تھے''

عن عبد العزيز بن رفيع رحمه الله قال: كان ابي بن كعب يصلی بالناس فی رمضان بالمدينة عشرين رکعة، ويوتر بثلاث
(ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)

حضرت ابو الخطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: مشہور تابعی) حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہماری امامت کیا
کرتے تھے، اور ہمیں پانچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے''

[عن ابی الخطیب رحمه الله تعالى قال: كان يؤمنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات، عشرين رکعة]

(البيهقي ص ۴۹۶، ج ۲)



حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ "فصلی بہم عشرين رکعة" پس انہوں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعت پڑھائی۔ (کنز العمال ص ۲۸۴)

(۲) بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہیں، لہذا جو شخص بغیر کسی معتبر عذر کے انکو یا ان میں سے بعض کو ترک کرے گا وہ ترک سنت کا مرتکب ہوگا اور ان نمازوں کے اجر و ثواب سے بھی بلاشبہ محروم ہوا۔

(۳) اپنے آپکو اہل حدیث باور کروا کر لوگوں کو بیس تراویح پڑھنے سے روکنا ہر گز درست نہیں۔

(۴) رمضان المبارک میں نماز و تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے، لہذا بلا عذر جماعت و تراویح کو ترک کرنا اس کے اجر و ثواب سے اپنے آپکو محروم کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۳۰ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۳ء

